شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقہ کہ بنائے لا الٰہ است حسین

(حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

مراسمِ محرم الحرام وفضائل عاشورہ

مُرَتّب
کلیم احمد قادری

البرکات پبلیکیشنز
AL-BARKAT PUBLICATIONS
Mohalla Patal Nagri, Dharangaon, Dist. Jalgaon, Maharashtra-425105
Near Lal Building, Patil Nursary Line, Mohammad Ali Road, Bhusawal, Dist. Jalgaon
E-mail: albarkatpublication@gmail.com, Mob.: 7385713786 / 9370004283

پتہ: محمد علی روڈ، پاٹل نرسری لائن، بھساول ضلع جلگاؤں (مہاراشٹر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلامی سال کا آغاز

اسلامی سال یعنی سن ہجری کا آغاز خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے ہوا۔ آپ کو یہ فکر رہا کرتی تھی کہ ہم اپنے معاملات لکھنے میں سن عیسوی کا استعمال کرتے ہیں؟ ہمارا اپنا سن اور اپنی تاریخی شناخت ہونی چاہیے۔ لہذا آپ نے ایک مجلسِ شوری سے اسلامی سن کے آغاز کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مشورہ پیش کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سے ابتدا کی جائے، اور کسی نے کہا کہ اعلانِ نبوت سے آغاز کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ پیش کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے واقعے سے اسلامی سن کا آغاز کیا جائے کہ یہ عظیم اور انقلابی واقعہ ہے۔ اسی واقعہ کے بعد سے اسلام کی اشاعت وفروغ ہوا۔ اسلامی ریاست کا قیام ہوا۔ چناں چہ اس رائے کو سب نے پسند فرمایا۔ مگر چونکہ سال کے بارہ مہینے اور پہلا مہینہ محرم پہلے سے ہی رائج تھے تو سوال پیدا ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت ربیع الاول میں فرمائی تھی۔ لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تطبیق پیش فرماتے ہوئے مشورہ دیا کہ ماہِ محرم کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا جائے۔ اور سن ہجری کا آغاز دو ماہ آٹھ دن پیچھے سے شمار کیا جائے۔ لہٰذا ہجرتِ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یکم ہجری قرار دیا گیا اور اس کے بعد کے تمام واقعات کو خلیفۂ دوم کے عہد خلافت تک مرتب کیا گیا اور اس طرح ۲۰ جمادی الثانی ۱۷ھ مطابق ۹ جولائی ۶۳۸ء سے باقاعدہ طور سے اسلامی سن کا آغاز ہوا۔

ماہِ محرم کی فضیلت

خالق کائنات اللہ ربّ العزت نے جس دن زمین وآسمان کو پیدا فرمایا تب سے ہی سال کے بارہ مہینے مقرر فرمائے اور ان میں چار مہینوں کو حرمت اور عظمت والا قرار دیا۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے کہ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ”بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ ہے اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے، ان میں چار حرمت والے ہیں۔

(ترجمہ کنز الایمان، پ ۱۰ رسورۂ توبہ آیت ۳۶)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سال کے بارہ مہینوں کا تقرر اللہ ربّ العزت نے فرمایا ہے۔

اور چار مہینوں کو عظمت و بزرگی عطا فرمائی وہ مقدس، عظمت، حرمت والے مہینے محرم الحرام، رجب المرجب، ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔ امم سابقہ میں بھی یہ مہینے حرمت والے تھے لہٰذا وہ بھی ان مہینوں کا احترام کرتے اور جنگ وجدال، قتل وغارت گیری سے اجتناب کرتے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت اور زیادہ کی گئی ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے: ''محرم اللہ کے لئے ہے اس کی تعظیم کرو۔'' جس نے ماہِ محرم کی قدر کی اللہ اسے جنت میں عزت عطا فرمائے گا اور دوزخ سے نجات دیگا۔

ماہِ محرم کا استقبال

ماہِ محرم کا چاند نظر آتے ہی اسلامی نئے سال کا آغاز ہوتا ہے اور ہم آپس میں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ لیکن صرف مبارک دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس ماہِ مبارک کا استقبال تو اس طرح ہونا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کا محاسبہ کریں۔ گزشتہ سال کی کوتاہیوں کا، اپنے اعمال کا، کردار کا محاسبہ کریں اور اس نئے سال کے لئے کچھ عزائم کریں۔ منصوبہ بندی کریں۔ شریعت اسلامیہ کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کے لئے سعی و جدوجہد کریں۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کمر بستہ ہوجائیں۔ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے قربانیاں پیش کریں۔ ان عزائم کے ساتھ اگر ہم ماہِ مبارک کا استقبال کریں تو ان شاء اللہ دونوں جہان میں کامیابیاں میسر آئیں گی۔

محرم الحرام کا جب چاند نظر آجائے تو یہ دُعا ضرور پڑھیں۔ اِس دُعا کی فضیلت میں تحریر ہے کہ ''محرم الحرام کے شروع ہوتے ہی جو شخص یہ دُعا پڑھ لیتا ہے وہ شیطان کے شر سے سال بھر کیلئے محفوظ ہوجاتا ہے اور شیطان اپنا وار اس پر کرنے سے نا اُمید ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے دو فرشتے مقرر فرمادیتا ہے جو سال بھر اِس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ دُعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَهٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِیْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِیْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَاَوْلِیَآئِهٖ وَالْعَوْنَ عَلٰی هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ یَا كَرِیْمُ ۝

یا اللہ تو ہمیشہ رہنے والا قدیم ہے اور یہ نیا سال ہے مَیں تجھ سے شیطان اور اس کی ذریت اور اس کے معاونین کے شر، نیز نفس عمارہ کی برائی سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں اور میں تو صرف ایسے اعمال کا طالب ہوں جو تیری بارگاہ میں قربت کا سبب ہو۔ یا کریم۔

ماہِ محرم الحرام کے استقبال میں پہلی تاریخ کو دن میں دو رکعت نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ صاحب جواہر غیبی فرماتے ہیں کہ جو شخص اس نماز اور دُعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دو

فرشتے موکل کرے گا تا کہ وہ مدد کریں، اس کے کاروبار میں اور سیطان لعین کہتا ہے کہ افسوس میں نا اُمید ہوں، اس شخص سے تمام سال تک۔ دو رکعت نماز کی ترکیب یوں ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین بار پڑھے، بعد سلام کے ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ الْفَرْدُ الْاَبَدُ الْقَدِيْمُ هٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطٰنِ الْجَابِرِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ مِّنَ الْبَلَايَاوَالْاٰفَاتِ وَاَسْئَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالِ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْكَ يَا بَرُّ يَا رَؤُفُ يَا رَحِيْمُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○

محرم کی پہلی شب

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص ماہِ محرم الحرام کی شب اوّل میں شب بیداری کرے اور ۸ رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس بار پڑھے تو میں بروزِ قیامت اس کی اور اِس کے گھر والوں کی شفاعت کروں گی اگرچہ اس پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہو۔ کتابُ الاوراد میں ہے کہ جو محرم کی پہلی رات میں دو رکعت نفل پڑھے اور بعد سلام ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَتَجَاوَزْ عَنِّيْ وَاحْفَظْنِيْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ ○ پڑھے وہ تمام سال جملہ آفات و بلیات سے امان میں رہے گا۔

یکم محرم کا روزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھا گویا اُس نے گزشتہ سال کو روزوں میں ختم کیا۔ (یعنی سال بھر روزہ رکھا) اور آئندہ سال کو بھی روزہ سے شروع کیا۔ اللہ اس کے پچاس برس کے گناہوں کا اس روزہ کو کفارہ بنا دے گا۔

تاریخ عاشورہ

محرم کی دسویں تاریخ جو عاشورہ کہلاتی ہے۔ یہ دُنیا کی تاریخ میں بڑی عظمت وفضیلت والا دن ہے جس میں خداوند قدوس کی قدرتوں اور نعمتوں کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور اس دن سے متعلق تاریخی واقعات کا ایک عظیم سلسلہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نزہۃُ المجالس میں تحریر فرماتے ہیں ''اسی روز (یوم عاشورہ کو) آسمان وزمین، لوح وقلم

کی تخلیق ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا گیا۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام مرتبۂ خلعت سے سرفراز کئے گئے۔ چالیس سال بعد حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات ہوئی، اور آپ کی بینائی واپس ہوئی۔ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام صحت یاب ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت عطا ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے اور اسی روز قیامت بھی قائم ہوگی۔ (نزہۃُ المجالس، ج ۱، ص ۵۹۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے کیوں کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی، ستاروں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا۔ لوح و قلم عاشورہ کے دن پیدا کئے گئے۔ حضرت جبرئیل اور دوسرے ملائکہ علیہم السلام کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ قیامت عاشورہ کے دن ہوگی۔ آسمان سے سب سے پہلے بارش عاشورہ کے دن ہوئی۔ جس دن آسمان سے پہلی مرتبہ رحمت نازل ہوئی وہ عاشورہ کا دن تھا۔ (غنیۃ الطالبین)

معرکۂ کربلا

اِن تمام عظمتوں و رفعتوں کے ساتھ ساتھ یوم عاشورہ ایک تاریخی و یادگار دن اس لئے بھی بن گیا کہ اس دن آقائے کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر، شیرِ خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہزادے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء نے کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر جامِ شہادت نوش فرما کر پرچمِ حق کو سر بلند فرمایا۔ آپ کی قربانیاں اور شہادت اسلام کی رگوں میں لہو بن کر دوڑ رہی ہیں۔ آپ کا تذکرہ عشرۂ محرم الحرام میں مجالس و محافل منعقد کر کے خصوصی طور سے کیا جاتا ہے۔ آیئے! آپ کی حیاتِ مبارکہ، فضیلت و شہادت کا تذکرہ کر کے اپنی شمعِ ایمان کو تیز کرتے ہیں۔

ولادتِ حسین

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ طیبہ میں ۵ ر شعبانُ المعظم ۴ ر ہجری کو ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی ولادت کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے آپ کو گود میں اُٹھایا، پیار کیا۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنی زبانِ مبارک آپ کے منہ میں دی۔ امام

حسین رضی اللہ عنہ زبانِ نبی کو چوستے رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ساتویں دن دو مینڈھوں کی قربانی کے ساتھ عقیقہ فرما کر حسین نام تجویز فرمایا۔

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

شہد خوارِ لعاب زبانِ نبی　　چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

آپ کی شکل و شباہت نہایت نورانی اور حسین و جمیل تھی۔ مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن سر سے لے کر سینے تک حضور اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے جبکہ حسین سینے سے پاؤں تک حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ امامِ اہلسنّت اِسی مشابہت کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

فضیلت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضور اکرم ﷺ آپ سے بڑی محبت فرماتے۔ حدیث پاک میں ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ سے پوچھا گیا آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہیں؟ آپ نے فرمایا حسن اور حسین۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ پھر آپ ان دونوں حضرات کو سونگھا کرتے اور خود سے چمٹا لیا کرتے۔

آپ ﷺ ان دونوں صاحبزادوں سے بے انتہا محبت فرماتے تھے اور آپ نے ان سے محبت کو اپنی اُمت کے لئے بھی لازمی فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت امام حسن و حسین کے بارے میں فرمایا: جس نے اِن دونوں سے محبت کی تو اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اِن دونوں سے دُشمنی کی اُس نے مجھ سے دُشمنی کی۔ (مدارج النبوت، جلد اوّل، ص ۵۳۰)

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضرت یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا حُسَینٌ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْن حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اور سرکار ارشاد فرماتے ہیں: اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا جس نے حسین سے محبت کی اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۷۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْحَسَنُ

وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حسن اور حسین دُنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۷۰)

امامِ اہلسنّت اِس حدیث پاک کے مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

کیا بات رضا اِس چمنستانِ کرم کی　　زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

شہادتِ امام حسین

آپ کی شہادت کا واقعہ اتفاقی نہیں تھا بلکہ مخبر صادق، غیب داں نبی ﷺ نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش گوئیاں پہلے ہی فرمادی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مشت خاک لے کر آئے اور عرض کیا یہ مٹی اِس سرزمین کی ہے جہاں آپ کا نواسہ شہید کردیا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے مٹی ہاتھ میں لے کر فرمایا اس سے کربلا کی بُو آتی ہے اور پھر اُم سلمہ کو دے دیا اور فرمایا یہ مٹی جس دن سُرخ ہوجائے سمجھ لینا پیارا حسین شہید کردیا گیا۔ آپ نے اسے ایک شیشی میں محفوظ کرلیا۔

معرکہ کربلا اس طرح وقوع پذیر ہوا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اُن کا بیٹا یزید ۶۰ ہجری میں تخت نشین ہوا اور اُس نے بیعت کے لئے حکم نامے روانہ کئے اور ساتھ ہی ساتھ امامِ حسین رضی اللہ عنہ سے بھی بیعت لینا چاہی تو آپ نے انکار فرمایا۔ کیونکہ یزید نہایت بد خلق، فاسق و فاجر، شرابی، بدکار، بے نمازی، ظالم اور بے ادب و گستاخ تھا اِس کی بدکاریاں اور بے ہودگیاں انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ شریعت اسلامیہ میں دخل اندازی اس کا شعار تھا۔ شہادتِ امام حسین کے بعد یزید پلید نے مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ تین دن مسجد نبوی شریف میں اذان و نماز نہ ہوسکی۔ مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کئے۔ (خطباتِ محرم، ص ۳۴۴)

یزید نے جب بیعت کا اعلان کیا، ابتداء میں اُس کی مخالفت ہوئی۔ کوفیوں نے بے شمار خطوط دے کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا آپ نے پہلے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال جاننے کیلئے روانہ فرمایا۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر جب کوفیوں نے بیعت کیا اور آپ نے حالات کو سازگار پایا تو امام عالی مقام کو خط دے کر بلایا۔ حضرت امام عالی مقام ۸۲ نفوس قدسیہ کے ساتھ ۳ ذی

الحجہ ۶۰ رہجری کو اپنے اہل بیت اور خدام کے ساتھ مکہ شریف سے عراق کے لئے روانہ ہوئے، راستے میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی۔ آپ واپس مکہ جانا چاہتے تھے مگر یزیدیوں نے کہا کہ آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کیجئے یا پھر جنگ کے لئے تیار ہوجائیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس فاسق و فاجر کی بیعت سے انکار کرتے ہوئے اپنے نانا کے پیارے دین کی سرخروئی کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرنا قبول فرمایا۔

لہٰذا کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں یزیدیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور انہیں کھیرے، ککڑی کی طرح فی النار جہنم کرنے کے بعد آپ کے نوجوان صاحبزادے حضرت علی اکبر نے ننھے شیر خوار صاحبزادے علی اصغر نے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ساتھ ہی حضرت عباس علم بردار رضی اللہ عنہ اور آپ کے جاں نثاروں نے اسلام کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور کربلا کی سرزمین و آسمان نے یہ منظر بھی دیکھا کہ نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کئی یزیدیوں کو فی النار جہنم کرنے کے بعد تیر اور نیزہ و شمشیر کے بہتر ۷۲ رزخم کھا کر سجدے میں سر رکھ کر محرم کی دسویں تاریخ ۶۱ رہجری مطابق ۶۸۰ء جمعہ کے دن ۵۶ رسال ۵ رماہ، ۵ ردن کی عمر شریف میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

شہیدوں کو تو اکثر ناز ہوتا ہے شہادت پر
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

شب عاشورہ

حضرت امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے شب عاشورہ کو بڑی فضیلت و برکت والی رات فرمایا اور اس رات میں کثرتِ نوافل کی خاص تاکید فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عاشورہ کی رات میں چار رکعت نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار، قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہوکر ایک سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ گناہوں سے پاک ہوگا اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں حاصل ہوں گی۔

حضرت سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عاشورہ کی شب میں عبادت کی تو اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اُس کو زندہ رکھے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور صبح کو وہ روزہ سے ہو تو اس کو اس طرح موت آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہیں ہوگا۔

فضیلت عاشورہ

یومِ عاشورہ کی فضیلت میں بکثرت احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر نفقہ میں وسعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت فرمائے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۷۰)

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے یتیم کے سر کے ہر بال کے عوض ایک ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔

(غنیۃ الطالبین، ج دوم، ص ۵۳)

عاشورہ کے روز غسل کرنا مرض و بیماری سے بچاؤ کا سبب ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص عاشورہ کے دن غسل کرے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا، سوائے مرضِ موت کے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲، ص ۵۳)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سرمہ آنکھ میں لگایا تمام سال اُس کو آشوبِ چشم نہیں ہوگا۔ جس نے اس دن کسی کی عیادت کی گویا اُس نے تمام اولادِ آدم کی عیادت کی۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا گویا اُس نے ایک لمحہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۴)

عاشورہ کا روزہ: دسویں محرم یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ رمضانُ المبارک کے فرض روزوں کے بعد اسی روزے کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اس کی فضیلت و برکت میں کئی احادیثِ مبارکہ موجود ہیں۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضانُ المبارک کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم (عاشورہ) کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۷۱)

سیّدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ

تشریف لائے تو یہودیوں کا عاشورہ کے دن روزہ دار پایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا۔ لہٰذا سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ اس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ پس رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق دار اور قریب ہم ہیں تو آپ نے روزہ رکھا اور دوسروں کو اس کا حکم بھی دیا اور مزید فرمایا کہ بہتر ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھے تو اس کے ساتھ نویں، گیارہویں محرم کا بھی روزہ رکھے تا کہ یہودیوں کی مخالفت ہو۔ (رواہ بخاری و مسلم، مشکوۃ، ص ۱۸۰)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں عاشورہ کا روزہ رکھنے پر گمان کرتا ہوں کہ اس دن کو اللہ تعالیٰ گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ (صحیح مسلم)۔ دوسری حدیث پاک میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھا اُس نے سال بھر کے گزرے ہوئے روزوں کا اجر پالیا۔ طبرانی کی روایت ہے کہ جو شخص محرم الحرام میں کسی دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے تیس روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "عاشورہ کا روزہ رکھو، اس دن انبیائے کرام علیہم السلام روزہ رکھتے تھے۔ (جامع صغیر، ج ۴، ص ۲۱۵)۔ اس حدیث شریف کے تحت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عاشورہ کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اس کی حرمت قدیم زمانے سے چلی آئی ہے۔ ابن رجب نے فرمایا کہ اس دن حضرت نوح و حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے روزہ رکھا ہے اور اہلِ کتاب بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔

یومِ عاشورہ کی نمازیں

دسویں محرم کو جب آفتاب بلند ہو جائے تو چار رکعت نماز ایک سلام سے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد اذا زلزلت الارض ایک مرتبہ **قل یا ایھا الکفرون** اور سورۂ اخلاص ایک ایک مرتبہ پڑھیں پھر فارغ ہو کر درود شریف ۷۰ مرتبہ پڑھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس کی وجہ سے اس کے گزشتہ پچاس برسوں اور آئندہ پچاس برسوں کے گناہ معاف فرما دے گا اور

معلیٰ اعلیٰ میں اس کے لئے نور کے ہزار محل تعمیر کرائے گا۔

معمولاتِ عاشورہ: عاشورہ کے دن تیرہ چیزوں کو علماء نے مستحب بتایا ہے، بعض علماء نے ارشادِ نبوی قرار دیا ہے اور بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے۔ بہر حال درج ذیل اُمور کارِ ثواب اور اچھے کام ہیں، لہٰذا ان اعمال کو کرنا چاہئے۔ (۱) روزہ رکھنا (۲) نفل نماز پڑھنا (۳) صدقہ کرنا (۴) ایک ہزار مرتبہ قل ہواللہ پڑھنا (۵) علمائے کرام کی زیارت کرنا (۶) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا (۷) مریض کی عیادت کرنا (۸) مسلمانوں میں صلح کرانا (۹) اپنے اہل و عیال کے رزق میں وسعت کرنا (۱۰) اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے دُعا کرنا (۱۱) ناخن تراشنا (۱۲) غسل کرنا (۱۳) سُرمہ لگانا۔

ایک سال تک زندگی کی حفاظت

یہ دُعا بہت مجرب ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورہ محرم کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اِس دُعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ یقیناً سال بھر تک اس کی زندگی کی حفاظت ہوجائے گی۔ ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔

دُعائے عاشورہ

يَا قَابِلَ تَوْبَةِ اٰدَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا فَارِجَ كَرْبِ ذِي النُّوْنِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَاجَامِعَ شَمْلِ يَعْقُوْبَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا سَامِعَ دَعْوَةِ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا مُغِيْثَ اِبْرَاهِيْمَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا رَافِعَ اِدْرِيْسَ اِلَى السَّمَآءِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ صَالِحٍ فِي النَّاقَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا نَاصِرَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاقْضِ حَاجَاتِنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَطِلْ عُمْرَنَا فِيْ طَاعَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَرِضَاكَ وَاَحْيِنَا حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّ تَوَفَّنَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ بِعِزِّ الْحَسَنِ وَاَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِيْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ○ پھر سات بار پڑھے سُبْحٰنَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَزِنَةَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا

اِلَيْهِ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا نَسْئَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ الْوُجُوْدِ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مجالسِ محرّم

محرم الحرام کا چاند نظر آتے ہی ذکرِ شہادت کی مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ، اہل بیت اطہار اور جگر گوشہ بتول امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیوں اُن کی عظمت و رفعت کا تذکرہ کر کے شمع ایمانی کو تیز کیا جاتا ہے۔ جو یقیناً کارِثواب اور اپنی نسلوں تک پیغام اسلام (امام حسین رضی اللہ عنہ) پہنچانے کا عظیم ذریعہ ہے، اِن مجالس کا انعقاد شریعت مطہرہ کے دائرے میں رہتے ہوئے کس طرح کرنا چاہئے امام اہلسنّت اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ جو مجلس ذکر شریف حضرت سیّدنا امام حسین و اہل بیت اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ اُمور مخالف شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفس حسن و محمود (اچھی اور خواب) ہے۔ خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم، اگر چہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سیّد الشہداء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۲۴، ص ۵۲۳)

مجالس محرم سے متعلق صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں۔ ''عشرۂ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جب کہ روایاتِ صحیحہ بیان کی جائیں ان واقعات میں صبر و تحمل، رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندی احکام شریعت و اتباعِ سنّت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دینِ حق کی حفاظت میں تمام اعزاء و اقرباء و رفقاء اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع و فزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر اس مجلس میں صحابۂ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہونا چاہئے تاکہ اہل سنّت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔'' (بہارِ شریعت حصہ ۱۶، ص ۲۴۷)

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند نے ان محبوبانِ خدا کے ذکر کی محافل کے بارے میں اپنے فتاویٰ میں فرمایا'' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کا ذکر باعث رحمت و برکت

اور کارِثواب ہے۔ان کا ذکر خدا کی عبادت اور خدا چاہے تو سبب نجاتِ از عذاب ہے۔امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃ (نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے)اور خاص کر یہ ذکر شہادت تو ارشادِ الٰہی وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہ اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔(سورہ ابراہیم، ۱۵۔۵)اس ذکر سے مسلمانوں کا مقصد اپنے اماموں کی دینی عظمت دکھانا، حق پر استقامت اور باطل سے نفرت کی ضرورت بتانا۔فسق و فجور کی عداوت اور اپنے ان دینی پیشواؤں کی محبت کو جن سے ایمان کو قوت پہنچتی ہے۔(بیان کرکے)اپنے دلوں کو تازہ کرنا اور دین و مذہب پر اپنی جان و مال اور عزت و آبرو سب کو نثار و قربان کر دینے کا سبق اپنے اِن اماموں کے اس اُسوۂ حسنہ سے حاصل کرنا، اوروں کو اُن کی ہدایت کرنا، رغبت دلانا وغیرہ وغیرہ۔

(فتاویٰ مصطفویہ حصہ سوم ص ۱۶۵)

فاتحہ خوانی، شربت، سبیل اور کھچڑا

عشرۂ محرم الحرام میں اور خصوصاً دسویں محرم کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کی غرض سے شربت پلاتے ہیں اور پانی کی سبیل لگواتے ہیں یہ سب کام باعث خیر و برکت اور کارِثواب ہیں۔اس تعلق سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں ''جو کھانا کہ حضراتِ حسنین کو نیاز کریں، اس پر فاتحہ، قل اور درود شریف پڑھنے سے تبرک ہو جاتا ہے، اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔'' مزید فرماتے ہیں ''اگر مالیدہ اور چاولوں کی کھیر کسی بزرگ کے فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں، جائز ہے اور مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے، البتہ تعزیہ کا چڑھایا ہوا کھانا اور مٹھائی وغیرہ نہیں کھانا چاہئے۔(فتاویٰ عزیزیہ، ج اوّل، ص ۵۰۔۷۸)

اس ضمن میں امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں ''پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی اور روا طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہ بہتر و مستحب و کارِ ثواب ہے۔حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے اسی طرح کھانا کھلانا، لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا کام کر رہے ہیں۔

(رسالہ تعزیہ داری، ص ۱۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مصنف بہارِ شریعت علامہ امجد علی اعظمی فرماتے ہیں: ''ماہِ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ جائز ہے۔ اِن کو جس طرح ایصالِ ثواب کرو مندوب (پسندیدہ) ہے۔ بہت سے (لوگ) پانی اور شربت کی سبیل لگاتے ہیں، جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے، جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ، ہوسکتا ہے۔ ان سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶، ص ۲۴۴، ۲۴۵)

تعزیہ داری: قومِ مسلم میں تعزیہ داری کی انتہائی غلط و قبیح رسم پروان چڑھ گئی ہے۔ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتے ہوئے آج کی مروجہ تعزیہ داری کو قطعاً بدعت و ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ تعزیہ داری کے سلسلے میں آج کل جو ڈھانچے بنائے جاتے ہیں اور اس کے اندر مصنوعی قبریں بناتے ہیں اور اس پر پھول چڑھاتے ہیں ان سے منتیں مانگتے ہیں، پھر اسے لے جا کر دفن کردیتے ہیں، کہیں امام عالی مقام کی سواری بٹھاتے ہیں اور اس کو نعل صاحب کی سواری کہتے ہیں، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، منتیں مانگتے ہیں، اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب بدعات و خرافات ہیں۔ امامِ اعلیٰ مقام کے واقعات تو ہمارے لئے نصیحت تھے لیکن افسوس کہ انہیں آج کھیل و تماشہ بنالیا گیا۔

حضور سیّدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ماہِ محرم میں کئے جانے والے برے کاموں کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں'' تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات ان کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں۔ تعزیہ پر مٹھائی چڑھائی جاتی ہے۔ اگرچہ حرام نہیں ہوجاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانے اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلانی ہے لہٰذا نہ کھائی جائے۔ ڈھول بجانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۸۹)

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب بہارِ شریعت میں بڑے مفصل اور واضح انداز میں اِن بدعات و خرافات کی تردید فرمائی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں

"تعزیہ داری کے واقعات کربلا کے سلسلے میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے ہیں اوران کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں۔ کہیں ضریح (قبر) بنتی ہے اورعلم اور شدے نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، کہیں چبوترے کھدوائے جاتے ہیں۔ تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں۔ سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں۔ ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں۔ وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں، بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے۔ چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں۔ ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں۔ سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت، مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے، پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم کی مہندی: حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا اُن کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی۔ اور اس تعزیہ داری کے سلسلے میں کوئی پیک بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگھرو بندھے ہوتے ہیں گویا حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا، وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچے کو فقیر بنایا جاتا ہے، اس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں۔ کوئی سقہ (بہشتی) بنایا جاتا ہے۔ چھوٹی سی مشک اس کے کندے سے لٹکتی ہے، گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا۔ کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے۔ یہ حضرت عباس علم بردار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھلنی کر دیا ہے۔ اس قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب لغو و خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں ہوں گے۔ تم خود غور کرو کہ اُنہوں نے احیائے دین و سنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں دیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنا لیا۔

بُراق بنانا: بعض جگہ اس تعزیہ داری کے سلسلے میں براق بنایا جاتا ہے جو عجیب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کیلئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں۔ بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں، جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی، ایسی بُری حرکت کو اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس! کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں۔ یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا۔

غم منانا اور غلط واقعات بیان کرنا: اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی بھی ہوتی ہے۔ اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہوجاتا ہے۔ سینہ سُرخ ہوجاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ یہ سب ناجائز وخرافات ہیں۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے، اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیہ میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں۔ اہلِ بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع وفزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیے رافضیوں کے ہی ہیں بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے۔ مگر اس رو میں سنّی بھی بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

اظہارِ غم کے لئے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے ہیں اور سر پر خاک ڈالتے ہیں اور بھوسا اُڑاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں۔ ان سے بچنا نہایت ہی ضروری ہے۔ احادیث میں ان سب کی ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے اُمور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں گے کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۴۸، ۲۴۹، قادری کتاب گھر، بریلی)

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان تمام بدعات وخرافات سے بچیں اور عوام اہلسنّت کو بچائیں۔ دوسرے حضرات اہلِ سنّت پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ تمام خرافات سنیوں کے کام ہیں حالانکہ کوئی بھی عالم اور کسی بھی کتاب میں اِن خرافات کو جائز نہیں کہا گیا۔ بلکہ علمائے اہل سنّت نے اس کی جم کر مخالفت فرمائی ہے۔ یہ سب جاہل عوام کا کام ہے۔ لہٰذا ہمیں ان کی اصلاح کے لئے کمر بستہ ہونا چاہئے اور جو جائز اُمور ہیں اُن کو دِل و جان سے کرنا چاہئے۔ پروردگارِ عالم ہمیں حق قبول کرنے، حق پر عمل وثابت قدم رہنے اور حق کو عام کرنے کی توفیق وطاقت عطا فرمائے۔ (آمین)

MARASIM-E-MUHARRAM

ادبِ اطفال پر معیاری و اصلاحی کتب شائع کرنیوالا ریاستِ مہاراشٹر کا منفرد ادارہ

اَلبرکاتُ پبلی کیشنز کی اہم مطبوعات

اسلامی کوئز	اسلامی نصابِ تعلیم	گلزارِ اُردو	گلزارِ اقوال
گلزارِ نعت	گلزارِ قواعد	قرآنِ کریم کوئز	جنرل نالج کوئز
انبیائے کرام کوئز	خلفائے راشدین کوئز	فنِ خوش خطی	فنِ خوش نویسی
انمول تحفہ	پیش درس	چہل حدیث	برکاتِ ماہِ رمضان
سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	سبق آموز حکایات	چالیس واقعات	چمن طیبہ
باغِ رضا	سنہری سیرت	سنہری کہانیاں	سنہری قصے
روشن حکایات	دریافتیں	مشہور مسلم شخصیات	مشہور مغربی شخصیات
ستاروں پر کمند	گل دستے	حمد و مناجات	بیت بازی
اقوالِ زرّیں	تربیت اولاد	عورت اور پردہ	مراسمِ محرم الحرام
ارشاداتِ رحمۃ للعالمین	حیاتِ انسانی کا عالمی منشور	اُردو مضمون نویسی	برکاتی پہاڑہ

₹ 12

AL-BARKAT PUBLICATIONS
Mohalla Patal Nagri, Dharangaon, Dist. Jalgaon, Maharashtra-425105
Near Lal Building, Patil Nursary Line, Mohammad Ali Road, Bhusawal, Dist. Jalgaon
E-mail: albarkatpublication@gmail.com, Mob.: 7385713786 / 9370004283